Lesson 8: At-Tawbah (Ayaat 94- 106):Day 29 سُوْرَۃُ التَّوْبَۃ کی تفسیر

اگلی آیت میں آپ دیکھیں گے کہ اب دوسری طرح کے اعرابیوں کا تذکرہ ہے کہ جن کو اللہ سبحانہ و تعالی نے کتنے خوبصورت لفظوں میں خراج تحسین پیش کیا؛

وَمِنَ الْاَعْرَابِ مَنْ يُّؤْمِنُ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ وَيَتَّخِذُ مَا يُنْفِقُ قُرُبٰتٍ عِنْدَ اللّٰهِ وَصَلَوٰتِ الرَّسُوْلِ ؕ اَلَاۤ اِنَّهَا قُرْبَةٌ لَّهُمْ ؕ سَيُدْخِلُهُمُ اللّٰهُ فِیْ رَحْمَتِهٖ ؕ اِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ﴿۹۹﴾

اور انہی بدویوں میں کچھ لوگ ایسے بھی ہیں جو اللہ اور روز آخر پر ایمان رکھتے ہیں اور جو کچھ خرچ کرتے ہیں اُسے اللہ کے تقرب کا اور رسولؐ کی طرف سے رحمت کی دعائیں لینے کا ذریعہ بناتے ہیں ہاں! وہ ضرور ان کے لیے تقرب کا ذریعہ ہے اور اللہ ضرور ان کو اپنی رحمت میں داخل کریگا، یقیناً اللہ درگزر کرنے والا اور رحم فرمانے والا ہے ﴿99﴾

مزید یہ کہا کہ کچھ اعرابی ہیں وہ اللہ کے راستے میں دینے کو تاوان سمجھتے ہیں، ان کو بوجھ لگتا ہے کہ ہائے ہم سے دین کے نام پر لیں گے توبہ دین تو مفت ہو، دین کی ہر چیز مفت ہو دین کا کھانا بھی مفت، دین کی کتابیں بھی مفت، دین کے کپڑے بھی مفت کیوں کہ لفظ دین جو لگ گیا ہے ساتھ۔ اور جبکہ دُنیا کے لیے 50،50 سو سو پر ہیڈ کے ساتھ ایک جگہ کا کھانا کھا کر آتے ہیں۔ یہی کیفیت یہاں اللہ تعالی نے بتائی ہے کہ اَب سچے مومن کون ہیں؟

اَب بھول جائیں اعرابیوں کو، دیہاتیوں کو، مدینہ کو، سب کو بھول جائیں اپنے اوپر لے آئیں؛ مجھے دین پر خرچ کرنا کیسا لگتا ہے دو مختلف کردار ہیں:

ایک کو بوجھ لگ رہاہے اور دوسرے کو قُرُبٰتٍ عِنْدَ اللّٰهِ اللہ کا تقرب ملتاہے۔ و قُرُبٰت اللہ کا قرب لینے والی چیز۔ قربٰت جو ہے نہ قربت کی جمع ہے، قربت میں اصل لفظ ہے قرب۔ یہ جو قربانی ہم بکرا عید پر دیتے ہیں یہ بھی وہی چیز ہے ہر وہ چیز جو اللہ کا قرب دے ایک حدیث میں نماز کو بھی قربانی کہا گیاہے۔

نماز اللہ سے قرب کا ذریعہ ہے۔

نیکی کے وہ کام جو قربتِ الٰہی کا وسیلہ بنیں وہ ضرور کرنے چاہیئں یہاں خاص طور پر صدقہ، زکوٰۃ اور اللہ کے راستے میں خرچ کرنے کی بات ہوتی ہے۔ اس لیے اب دیکھیں کہ اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے یہ بات بتا کر ساتھ ہی نبی کی دعاؤں کی بھی بات کر دی وَصَلَوٰتِ "صلاۃ کی جمع ہے دعا کے لیے بھی آتا ہے نماز کے لیے بھی آتا ہے اور رحمت کے معنی میں بھی آتا ہے۔

اللہ کے نبی کریمؐ نے فرمایا تھا کہ۔۔۔۔

ان کے مالوں میں سے صدقہ لیں تا کہ ان کو سکون ملے۔ تو یہاں سے دو تین باتیں پتہ چلتی ہیں پہلی بات یہ کہ جو سمجھ دار لوگ ہوتے ہیں۔ وہ اللہ کا حکم سن کر خوش ہوتے ہیں کہ عمل کا موقع ملا، شکر ہے کوئی نیکی کا کام بنا کچھ مال ہمارا لگے گا ہمیں کچھ ثواب ہو گا۔ اور دوسری بات ہے کہ اللہ کا قرب ملے گا ہمیشہ نیکی کرنا آسان نہیں ہوتا خاص طور پر پیسوں والی نیکی کرنا تو ہر وقت آسان نہیں ہوتا۔ جب بھی دِل میں ایسا خیال آئے تو اس وقت یہ سوچیں کہ یہ پیسہ دے کر اللہ کا قرب مل گیا تو کیا بُرا ہے؟

دوسری بات یہاں سے پتہ چلتی ہے کہ صدقہ کے دو فوائد، کہ صدقہ دینے سے ایک تو اللہ کا قرب ملتا ہے اور دوسرا انسان کی دعائیں قبول ہوتی ہیں۔ نبی کے پاس افک خاندان کے لوگوں سے صدقہ آیا آپ نے صدقہ قبول فرمایا اور دعا کی:

اے اللہ! ابو اوفا کے خاندان پر اپنی رحمتیں فرما۔

تو یہاں سے علماء کرام کہتے ہیں کہ جب کوئی بھی دین کے نام پر ڈونیشن دے تو اس کے لیے دعا کرنی چاہیئے۔ جب کسی کو دعا ملتی ہے تو اس کی ہمت بڑھتی ہے، نیکی کا جذبہ بڑھتا ہے اور پھر اس کا اور نیکی کرنے کو دل چاہتا ہے اور اس کو سن کر اور لوگوں کا بھی دل چاہتا ہے۔۔۔ جیسے ہم کسی کو اُردو میں شاباش کہتے ہیں، چار لفظ ہیں لیکن پڑھ کر سن کر دیکھ کر کیا دل چاہتا ہے کہ وہ کام کریں اور ہمت بڑھتی ہے۔

لیکن بے جا تعریف یا مکھن نہیں لگانا چاہیے چاپلوسی نہیں کرنی چاہیئے، لیکن دعائیں دینی چاہیئے۔ بعض دفعہ ہم بڑے کنجوس ہوتے ہیں حالانکہ حقیقت ہے کہ دعاؤں کے معاملے میں دل کھول کر دعائیں دیں۔ یہ بھی کہہ سکتے ہیں مثال ہے کسی نے آپ کو کھانا کھلایا یا کوئی خدمت کی، کچھ بھی Offer کیا۔ آپ اُس کے لئے دعا کر دیں۔

بعض اوقات آپ اکیلے کمرے میں بیٹھ کر بھی اُس انسان کے لئے سو دعائیں کر دیں اس کے لیے اللہ کو پتہ ہے۔

اللہ کے نبیؐ کو اللہ تعالی کہہ رہے ہیں کہ آپ کی دعائیں ان کے دلوں کی خوشی کا ذریعہ ہیں۔۔۔

ان کا یہ خرچ کرنا واقعی ہی ان کے لیے تقرب کا ذریعہ ہے۔۔

عنقریب اللہ ان کو اپنی رحمت میں داخل کرے گا۔۔

بے شک اللہ تعالیٰ خوب بخشنے والا اور معاف کرنے والا ہے۔

اونچی آواز سے تعارف کرانے سے اگلے کو ہمت ملتی ہے، اللہ تو سنتا ہی ہے لیکن یہ Etiquettes بھی ہیں یوں سمجھیں کہ آپ کو امریکہ کلچر میں، British کلچر میں کوئی بندہ کچھ دے تو آپ کیا کہتے ہیں Thank you, So Nice, So Kind کیوں کہتے ہیں دل میں کہہ لیا کریں۔ اس لیے کہتے ہیں نہ کہ اس کو خوشی ہو Etiquettes ہیں تو کسی سے کوئی نعمت پانا خدمت لینا پھر اونچی آواز میں اس کو دعا دینا یہ اسلامک Etiquettes ہیں، اور دل کھول کر دُعا دیا کریں۔

اچھا ہم کہتے ہیں دعا وہ دیں یا اس کی لیں جو کبھی کبھی جس کے لیے معاملہ ہو۔ اپنے گھر والوں کے لیے تو دعا دینے کی ضرورت ہی نہیں ہے۔ بیوی کی دعا لیں، یا شوہر کو دعا دیں۔ مثال لیں کہ آپ کے شوہر Groceryلاتے ہیں یا بھائی یا بیٹا لاتا ہے۔ دل کھول کر دعا دیں، بیٹا اللہ تمہیں برکت دے، سب یہ دودھ پئیں گے، چائے پئیں گے تمہیں کتنی نیکیاں ملیں گی۔ مجھے تو تم پر رشک آرہا ہے۔ کون سی عورتیں ہیں جو واقعی ہی کھانا گھر پر لانے پر اپنے شوہر کی اتنی تعریف کرتی ہیں۔ ہم تو نقص نکالنا شروع ہو جاتے ہیں یہ کیا لے آئے ہیں۔ میں نے وہ کہا تھا وہ کہا ہے۔ ہم کتنے ناشکرے ہیں جو لے آئے ہیں اللہ کا شکر کریں۔

حدیث میں آتا ہے کہ؛ مومن اپنی بیوی کے منہ میں جو لقمہ ڈالتا ہے تو یہ صدقہ ہے۔

فرق ہے، جو بیوی کے منہ میں لقمہ ڈالتے ہیں اس میں عزت ہے محبت ہے۔ خود تو بیویاں کیا کچھ کھاتی ہیں۔ وہ تو سب کھاتے ہیں بعض دفعہ ہم حدیث کو بھی ٹھیک سے نہیں لیتے۔ یہ کیوں کہا کہ جس نے بیوی کے منہ میں لقمہ دیا؟ کتنی محبت ہے۔ ساری گرمی، پسینہ، تھکن اس سے دُور ہو گی کہ نہیں آج کتنے شوہر ہیں جو کھانا کھانے کے بعد بیوی کو کہیں کہ بیگم آپ کا شکریہ آپ نے کتنی محنت سے بنایا۔ حالانکہ یہاں تو بیوی کی بات آگئی، اگر کوئی غلام یا نوکر کھانا بناتا ہے تو اس کو بھی ساتھ بیٹھالو دو تین لقمہ وہ بھی گرم کھانا کھائے اور اس کو بتاؤ تم روز کھانا کھاتے ہو آج میرے ساتھ بھی گرم روٹی کھالو کیا فرق پڑتا ہے لیکن آج ہم ان سارے Etiquettes کو بھول گئے ہیں۔ شکر گزاری تو ہم میں رہی ہی نہیں ہے جو کچھ نہ کرے اس پر بڑی نظریں ہیں۔

ہمارے بچوں کو ہی پوچھ لیں آج جا کر بچوّں سے سوال کریں۔ امی جان آپ کے لیے کیا کرتی ہیں، مائیں تو کچھ کرتی ہی نہیں ہیں۔ ابو ہی اچھا کھانا پکاتے ہیں کیوں کہ کبھی کبھی جو پکاتے ہیں۔ لیکن ماں جو روز بیچاری پکاتی ہیں وہ تو کسی کو نظر نہیں آتی۔ یقین کریں ہم خود اپنے رویوں اور Attitude سے لوگوں کو ناشکرا بناتے ہیں۔ آپ اپنے بچوّں سے خود شکریہ کہلوائیں۔ ابو کچھ بچوّں کو لا کر دیتے ہیں تو آپ کہیں بیٹا ابو کو شکریہ بولو اور ابو کو کہیں کہ وہ آپ کو شکریہ بلوا دیں۔ بیٹا ماماں کو Hug دو۔ امی جان نے آپ کے لیے کھانا پکایا ہے، امی جان نے آپ کے کپڑے استری کیے ہیں۔ اتنا خوبصورت گھر کا ماحول ہو جاتا ہے کہ گھر سے باہر نکلنے کو دل ہی نہیں کرتا۔ سارا Fun , Entertainment تو ایک مسلم Home کے اندر ہوتا ہے۔ کیوں نہیں ضرورت پڑتی لوگوں کو گھومنے پھرنے اور ادھر ادھر جانے کی سب کچھ گھر میں مل رہا ہے۔ آپ کو اچھے کپڑے پہننے ہیں آپ گھر میں پہنیں ایک مسلم عورت

سب سے اچھے کپڑے گھر میں پہنتی ہے۔سب سے زیادہ اچھی سجتی ہے تو گھر میں سجتی ہے۔ہم محرومیوں کے مارے لوگ ہیں گھر والوں سے ملتا کوئی نہیں تو ہم باہر پارٹیز اور دعوتیں ڈھونڈتے ہیں اور پھر دوسروں کی شکلیں دیکھتے ہیں کہ وہ ہماری تعریف کریں پھر وہ نہیں کرتے تو ہم اور دکھی ہو جاتے ہیں۔

یہ بات ہمارے عمل کی ہے، ساری بات پر یہاں موضوع مکمل ہوا۔

کیا سیکھا آپ نے اتنے حصّے سے ؟ کیوں کہ اگلا موضوع بالکل فرق بھی ہے اور بہت خوبصورت بھی ہے۔

دوسروں کو خوش نہیں کرنا اللہ کو خوش کرنا ہے۔دوسروں کو ناراض نہیں کرنا: مثال ہے کہ بات سچ ہے لیکن آپ کو لگ رہا ہے کہ وہ ناراض ہو گا تو حکمت سے بات کریں۔اگر آپ کو کچھ کہنا ضروری ہے تو پھر ہی بولیں۔آپ دیکھیں گے کہ وہ ناراض نہیں ہو گا اس کو پتہ ہے کہ میں غلط ہوں اور اس نے میری غلط بات نہ مان کر مجھ پر احسان کیا ہے۔

اپنے قول و فعل میں تضاد نہیں رکھنا جو اندر سے بندہ ہوتا ہے وہی Reputation بنتی ہے۔یہ حقیقت ہے ہم ظاہری چیزوں پر بہت زیادہ کوشش کرتے ہیں۔یہ چیزیں صحیح ہوں لیکن آپ اپنے اندر کو ٹھیک کر لیں۔ایسے بھی لوگ ہیں جن کو پرواہ ہی نہیں کہ لوگ ان کو اچھّا کہیں یا برا کہیں۔سب ان کو اچھّا ہی کہتے ہیں، انہوں نے کبھی کسی کو ایک پیسے کی چیز بھی نہیں دی ہو گی، Smile بھی نہیں دیا ہو گا ۔کچھ ایسے لوگ ہوتے ہیں جو اپنے حال میں ہی مگن ہیں ان کی مشینی زندگی ہے ان کو کیوں اچھا کہتے ہیں

Character Speaks Louder Than words.

اللہ کے راستے میں خرچ کرنے سے قرب کیسے ملتا ہے؟

ہم سب کو اپنے بچّے پیارے ہیں، بچّے کیوں پیارے ہوتے ہیں: ایک تو وجہ یہ ہوتی ہے کہ اللہ نے دل میں محبت ڈالی ہے اور دوسری وجہ یہ ہے کہ ہم بچپن سے اُن پر خرچ کر رہے ہیں۔ جس چیز پر ہمارا مال لگ جاتا ہے۔ وہ ہمیں پیاری ہو جاتی ہے۔ ایک کپڑا ہے جو آپ نے اپنے پیسوں سے خریدا ہے اپنی Pocket Money سے اس پر جس پر آپ کا پیسہ اور محنت لگی Effort لگی، اس کی جو قدر ہے، دوسرا آپ کو گفٹ میں اس سے بھی قیمتی چیز دے خوشی ہو گی لیکن قدر نہیں ہو گی۔ جس چیز پر کچھ لگتا ہے تو اُس سے محبت بھی ہو جاتی ہے۔

کچھ لوگوں کے Special Child ہوتے ہیں پھر ان کی بہت Take Care کرتی ہیں ماں سے زیادہ کوئی کر بھی نہیں سکتا، وہ بچہ ماں کو باقی سب بچوّں سے زیادہ پیارا ہوتا ہے۔

جس چیز پر خرچ ہو گا وہ پیارا لگے گا۔

بچہ ّ بھی جب ماں کو تکلیف سے ملتا ہے یہ تکلیف کے بغیر ملے تو ماں اس کو بھو کھا رکھ کر سو جائے۔ یہ جو ماں کو Delivery کے بعد کچھ دن نقاہت اور کمزوری رہتی ہے اس میں اللہ کی حکمت ہے، اس بچےّ کی روٹی روزی ہے۔ Delivery سے ماں اتنی تھک جاتی ہے کہ دس Heart Attack اکٹھے ہوں تو اس کی Pain کا Waves Delivery Pains ہوتی ہیں اتنی تکلیف سے نکل کر تو وہ عورت کئی دن سوئے لیکن وہ بچہ ّ نہیں سونے دیتا جس کا دودھ ماں کے سینے پر لگا ہے اس بچہ ّ کو دودھ پلانے کے لیے ماں ہمت کرتی ہے۔ عورتیں اپنی تکلیف کو بھول کر بچےّ میں لگ جاتی ہیں تو یہ فطرت کا اصول ہے۔

بالکل یہی چیز اب یہاں سمجھنی ہے ہم نے کہ لاعلم بندہ، جاہل، گنوار یا جس کا ابھی ہم نے اِدھر پڑھا اس کو دین پر خرچ کرنا کیوں مشکل لگ رہا ہے؟

کیونکہ پہلے تو اس کو دین سے محبت نہیں ہے۔

اور آپ اور میں اپنے اوپر لیں اس کو ہم اپنے آپ کو اس آئینے میں رکھ کر سوچیں ہمارا کیا حال ہے تو آپ کو بالکل شیشے میں اپنا چہرہ نظر آئے گا۔ ہم ہر چیز پر خرچ کرنے پر خوش ہونگے کپڑے، کھانا پینا، لیکن جس چیز میں لفظ دین آرہا ہے اُس کے بارے میں سوالات اُٹھتے ہیں، پہلی چیز یہ آتی ہے کہ پیسے کیوں لے رہے ہیں۔ اس کی وجہ وہی دیہاتی سوچ ہے کہ ہم نے دین سستا اور Degraded کر دیا ہے۔ فری بانٹ دیا۔ دین جو پرانی چیزیں ٹوٹی پھوٹی پکڑ کر دے دیتے ہیں، اب تو اللہ کا شکر ہے کہ حکمت سے کچھ Standard بڑھتا ہی جارہا ہے۔ لیکن آج آپ سب اپنے بچپن کے مسجدوں اور مدرسے کے تصور ذہن میں لائیے کوئی چیز بھی وہاں سلامت ہوتی تھی۔ یہ ہم نے اس دین کو Degrade کیا۔ واپس اٹھانا پڑے گا اس دین کو اپنے بچوں سے زیادہ عزیز رکھیں۔ جب دین سے محبت ہوگی تو یہ فرق مٹ جائے گا۔

اللہ کا قرب۔ ہمارے پاس بعض دفعہ اتنا کچھ ہوتا ہے ہم اللہ کا قرب لے سکتے ہیں لیکن ہم اس کو اچھّے دنوں کی آس میں رکھ دیتے ہیں اور وہ اچھّے دن کب آنے تھے؟ جب آپ کو کوئی دعا دیتا ہے کہ اللہ آپ کو خوشیاں دِکھائے۔

Theme ayat 100

100٪ اُن لوگوں کی بات ہے جو اطاعت میں Submission میں خوبصورتیوں میں اللہ کے چنے ہوئے Branded ہوتے ہیں۔ پہلے دعا کرلیتے ہیں کہ اے اللہ جن کا تذکرہ ہم اب پڑھنے لگے ہیں ہمیں ان میں شامل کرنا۔ آمین

مختلف قسم کے لوگ ہیں اور یہاں ہمیں ایمان کے مختلف درجے بھی ملیں گے کہ سب لوگ ایک جیسے نہیں ہوتے جیسے کہتے ہیں کہ اللہ نے پانچوں انگلیاں برابر نہیں کی ہیں ہر عورت عورت ہے ہر مرد مرد ہے مگر درجوں کے لحاظ سے سب ایک دوسرے سے مختلف ہیں۔ وہ جگہ جہاں اللہ کے نبی موجود تھے وہاں کے سب لوگ بھی ایک درجے کے نہیں تھے، ان کے ایمان فرق تھے سچے مومنوں کے بھی درجے تھے۔ منافقوں کو تو الگ کر دیجیے، سارے منافق ایک جیسے نہیں تھے سارے مومن ایک جیسے نہیں تھے انسانی فطرت کبھی بھی چینج نہیں ہوتی کسی بھی سوسائٹی میں جب دین کا کام شروع ہو گا تو یہ سارے گروہ وجود میں آجائیں گے۔

وَالسّٰبِقُوْنَ الْاَوَّلُوْنَ مِنَ الْمُهٰجِرِيْنَ وَالْاَنْصَارِ وَالَّذِيْنَ اتَّبَعُوْهُمْ بِاِحْسَانٍ ۙ رَّضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمْ وَرَضُوْا عَنْهُ وَاَعَدَّ لَهُمْ جَنّٰتٍ تَجْرِيْ تَحْتَهَا الْاَنْهٰرُ خٰلِدِيْنَ فِيْهَآ اَبَدًا ۭ ذٰلِكَ الْفَوْزُ الْعَظِيْمُ ﴿١٠٠﴾

وہ مہاجر و انصار جنہوں نے سب سے پہلے دعوت ایمان پر لبیک کہنے میں سبقت کی، نیز وہ جو بعد میں راستبازی کے ساتھ پیچھے آئے، اللہ ان سے راضی ہوا اور وہ اللہ سے راضی ہوئے، اللہ نے ان کے لیے ایسے باغ مہیا کر رکھے ہیں جن کے نیچے نہریں بہتی ہوں گی اور وہ ان میں ہمیشہ رہیں گے، یہی عظیم الشان کامیابی ہے ﴿١٠٠﴾

اس آیت میں اہل ایمان کے دو مرتبے نظر آتے ہیں سب سے اوپر وَالسّٰبِقُوْنَ الْاَوَّلُوْنَ ،

السّٰبِقُوْنَ۔ سابق کی جمع ہے، سبقن کہتے ہیں عربی زبان میں آگے بڑھنے کو۔ الْاَوَّلُوْنَ ۔ اوّل پہلا آگے بڑھنے والا اور اوّلون آگے بڑھنے والے۔ اگر آپ غور کریں تو سٰبقون کہہ کر بات پوری ہو گئی تھی لیکن آپ غور سے دیکھیں سٰبقون کون ہے آگے بڑھنے والے لیکن اوّلون ان سے بھی پہلے۔ وَالسّٰبِقُوْنَ الْاَوَّلُوْنَ ، آگے بڑھنے والوں میں سے بھی پہل کرنے والے۔

فرسٹ گریڈ میں بھی ٹاپ موسٹ پر آنے والے۔

ان میں پھر آگے دو گروہ ہیں۔ مِنَ الْمُهٰجِرِيْنَ وَالْاَنْصَارِ۔ کچھ مہاجروں میں سے اور کچھ انصار میں سے۔ مہاجرین اور انصار۔ دو ایسی گروہ بندیاں ہوئی اس دور میں کہ کچھ مہاجر بن کر السّٰبِقُوْنَ الْاَوَّلُوْنَ میں شامل ہوئے اور کچھ انصار بن کر۔ کچھ نے اسلام کے لیے گھر بار چھوڑے اور کچھ نے اپنے گھروں کے دروازے کھول دیے۔ یہ لفظ مہاجرین اور انصار اللہ نے ان کو دیے ہیں اللہ کے نبی نے ہجرت کے موقع پر جو مہاجر اور انصار میں بھائی چارہ پیدا کیا تھا۔ وہ اللہ سبحانہ وتعالٰی کی ہدایت کے مطابق تھا۔ مکہ سے آنے والوں کو ہم مہاجرین کہتے ہیں کیوں کہ اللہ نے کہہ دیا۔ اور مدینہ میں جنھوں نے اپنے گھر بار مال کھول دیا ان کو ہم انصار کہتے ہیں کیوں کہتے ہیں؟ کیوں کہ اللہ نے کہا ہے۔ اللہ سبحانہ وتعالی نے ان لوگوں کی تعریف کی ہے یہ کون لوگ ہیں کہ جو نیکیوں کے مواقع پہلے سے ڈھونڈ رہے ہوتے ہیں جو نہی وہ چیز آتی ہے فوراً لے کر چل پڑے۔

بعض علماء کہتے ہیں کہ السّٰبقون الاوّلون وہ ہیں جنھوں نے سب سے پہلے اسلام قبول کیا یعنی اسلام میں پہل کرنے والے۔ ابو بکرؓ، حضرت علیؓ، حضرت زیدؓ۔ حضرت خدیجہؓ۔۔۔

دوسری رائے ہے کہ وہ لوگ جنہوں نے ہجرت کی؛مکہ سے مدینہ ان کو یہاں السّٰبقون الاوّلون کہا گیا ہے یعنی ہجرت میں پہل کرنے والے۔

تیسری رائے وہ ہے کہ جنہوں نے بدر میں شرکت کی۔پہلی جنگ تھی اسلام کی اور وہ اس میں شامل ہو گئے۔

چوتھی رائے ہے کہ وہ لوگ جنہوں نے دونوں قبلوں کی طرف منہ کرکے نماز پڑھی۔

اسی طرح سے ایک اور تفسیر ہے کہ جنہوں نے صلح حدیبیہ میں شرکت کی تھی۔۔۔

درخت کے نیچے بیعت کرنے والے لوگ۔

سب سے خوبصورت بات کہ ہر دور میں مشکل حالات میں اسلام کے لیے نکلنے والے لوگ۔ جیسے یہ دنیا میں بھاگ بھاگ کر نیکیاں کرتے تھے تو ویسے ہی یہ جنت میں بھی بھاگ کر آگے پہنچ جائیں گے کوئی ان کا مقابلہ کر ہی نہیں سکے گا۔ یہ وہ لوگ ہیں جو ذہنی اور جسمانی طور پر پہلے سے تیار ہوتے ہیں کہ نیکیوں کا یہ ٹینڈر کھلنے والا ہے اور ہم نے جلدی سے اس میں اپنا حصہ ڈالنا ہے۔

یہ نیکی کے مواقع کا سن کر سوچنے نہیں لگ جاتے کہ ہمیں اس میں سے کرنا پڑے گا اچھا سوچتے ہیں، یہ آخری دن پر کام نہیں کرتے یہ پہلے دن پر کام کرتے ہیں۔ یہ کام کرکے اس کام کو ضائع نہیں کر دیتے۔ مٹی نہیں ڈال دیتے اس کام پر کہ بعد میں اس کے تذکرے کرکے اور افسوس کرکے اس کو ضائع نہیں کر دیتے بلکہ اس کام کو کرنے پر خوشی مناتے ہیں۔

دو طرح کے لوگ ہوتے ہیں، کچھ جو ہوتے ہیں وہ وقت سے پہلے کام کرنے کو تیار ہوتے ہیں۔ دین کے معاملے میں کچھ اتنے خوش قسمت ہوتے ہیں کہ وہ پہلے السّٰبقون الاوّلون بننے کو تیار ہوتے ہیں۔ کیسے، ہم نبی کریمؐ کی زندگی کے دو پریکٹیکل کرداروں کو دیکھیں گے۔

پہلا کردار ہے ابو بکر صدیقؓ، سب کو ہجرت کرنے کی اجازت مل چکی تھی اور تقریباً مکہ مسلمانوں سے خالی ہو رہا تھا، چپکے چپکے لوگ ہجرت کر کے جا رہے تھے لیکن ابو بکر صدیقؓ ابھی حکم کے منتظر تھے ۔اُن کو امید تھی کہ مجھے نبیؐ کے ساتھ ہجرت کا موقعہ ملے گا کیونکہ وہ اللہ کے نبیؐ کو تنہا نہیں چھوڑنا چاہتے تھے کیونکہ سفر بڑا مشکل ہے اور ابو بکر صدیقؓ نے ہر موقع پر اللہ کے نبیؐ کا ساتھ دیا۔ جو نہی اللہ کے نبیؐ کو ہجرت کا حکم ملا۔ آپؐ ابو بکر صدیقؓ کے پاس گئے بالکل unusual وقت تھا، اس وقت ابو بکر صدیقؓ نے کہا اللہ کے نبی ہجرت کی اجازت مل گئی ہے؟ جی ابو بکر۔ تو اس پر ابو بکرؓ نے کہا میں نے تو پہلے ہی دو اونٹنیاں تیار رکھی ہوئی ہیں۔ روز اِن کو ببول کا چارا کھلاتا ہوں بالکل تیار ہیں اور عامر بن فوہیرا کو تیار رکھا ہوا ہے کہ جس راستے سے ہم نے گزرنا ہے وہاں اپنی بکریوں کا ریوڑ تیار رکھنا۔ اپنے بیٹے عبد الرّحمان یا عبد اللہ کو تیار کیا ہوا تھا کہ جو نہی ہمارے جانے کا وقت ہو گا تم نے ہمارا ساتھ دینا ہے، بیٹی اسماء کھانا پکا کے وہ اپنے پٹکے میں باندھ کے لے جانے کے لیے تیار ہے۔

یہ ہوتے ہیں السّٰبِقُوْنَ الْاَوَّلُوْنَ وقت پڑے اور کام کر لینا۔ یہ بھی کرتے ہیں لوگ لیکن جن کو آگے نکلنا ہوتا ہے وہ پہلے سے تیار ہوتے ہیں۔ کام وہی کرے گا جو وقت سے پہلے تیار ہو گا۔

ابو ایوب الانصاری جیسے لوگ بھی کہ خبریں پھیلی ہوئی تھیں کہ اللہ کے نبی کریمؐ مکہ سے نکل آئے ہیں اور لوگوں کو امید تھی کہ آپ مدینہ آئیں گے، آپ نے فائنل نہیں کیا ہوا تھا لیکن جو حالات تھے

اس سے لوگوں کو محسوس ہو رہا تھا کہ آپ مکہ سے جب نکلیں گے تو مدینہ جائیں گے۔ وہ اس لیے کہ آپؐ نے پہلے جدہ کا راستہ اختیار کیا، پھر گھوم کر گئے تھے۔ اس وقت مکّہ کو دیکھ کے آپ کی آنکھوں میں آنسو آ گئے۔ اور فرمایا کہ مکہ میں کبھی یہاں سے نہ نکلتا اگر مجھے نکالا نہ گیا ہوتا۔

خبریں پھیلی ہوئی تھیں کہ آپ کہیں جائیں گے تو ایک السّٰبِقُوْنَ الْاَوَّلُوْنَ انصاری ابو ایوب الانصاری غریب مسکین اپنی بیوی سے چپکے چپکے کہتے ہیں کہ میرا دل کہتا ہے کہ اللہ کے نبی میرے مہمان بنیں، بیوی حقیقت پسند تھی کہنے لگی یہ کیسے ہوگا اللہ کے نبی اس شہر میں سردار بن کر آ رہے ہیں۔ وہ حاکم ہوں گے تو ہمارے ہاں کیسے آئیں گے ؟ وہ تو کسی حاکمِ مدینہ یا دوسرے سرداروں کے گھر جائینگے۔ ہمارے ہاں کیوں آئیں گے۔ لیکن کیونکہ ان کو السّٰبِقُوْنَ الْاَوَّلُوْنَ بننا تھا تو چپکے چپکے تیاری کرنے لگے۔

اور جب رسول اللہ ﷺ کی اونٹنی گزر رہی تھی تو سب کھڑے تھے آپ ﷺ کا انتظار کر رہے تھے ہر گھر والے کی خواہش تھی کہ نبی کریم ﷺ ہمارے گھر میں ٹھہریں۔ ابو ایوب الانصاری نے نبی کریم سے تو نہیں کہا لیکن اللہ سے دعائیں کر رہے تھے اور دل میں نیت کی تھی۔

اللہ کے نبی کریم ﷺ نے فرمایا؛ میری اونٹنی تو اللہ کی طرف سے مامور ہے جہاں اللہ اسے بٹھائے گا میں وہاں رکوں گا۔ ایک جگہ اونٹنی بیٹھ گئی خالی جگہ تھی گھر تو کسی کا نہیں تھا آپ نے کہا یہاں ہم مسجد بنائیں گے۔ پتہ کرو یہ کس کی جگہ ہے تو سہیل اور سہل نام کے دو یتیم بھائیوں کی جگہ تھی۔ جب ان کو پتہ چلا کہ اس جگہ مسجد بنے گی پہلی مسجد تھی قُبا کے بعد۔ تو انہوں نے کہا اللہ کے نبیؐ ہم اس کو اللہ کی راہ میں

دیتے ہیں، اللہ کے نبی نے کہا نہیں پھر میں یہ نہیں لوں گا۔ جو بھی قیمت تھی وہ دے کر اللہ کا گھر بنے گا۔

اس کے بعد اونٹنی وہاں سے اٹھتی ہے اور چل پڑتی ہے اور اب ابو ایوب کے گھر کے آگے سے گزر جاتی ہے لیکن تھوڑا آگے جا کر پھر واپس آئی اور ابو ایوب کے گھر کے آگے آ کر رک گئی۔

السّٰبِقُوْنَ الْاَوَّلُوْنَ وہ ہوتے ہیں جو نیکی کے لیے راستے دیکھ رہے ہوتے ہیں

They Are Looking Forward for The Good Deeds.

اور مجھے یہ کام کرنا ہے یہ Initiative لینے والے لوگ ہیں ان کے دلوں میں خیال آتا ہے۔ ہر معاملے کا کوئی ایک السّٰبقون الاوّلون ہوتا ہے۔ جیسے اللہ کے نبیؐ مکہ سے مدینہ آئے تو ہجرت ہو گئی آپ آ گئے، پھر مسجد آپ دیکھیں مسجد نبوی بنی۔ اس کو بنانے میں ہر بندہ الگ سے حصّہ دار ہے۔ ہر جنگ کے موقع پر السّٰبقون الاوّلون علیحدہ ہو گئے تھے۔ اگر ابو بکر صدیق نے اللہ کے نبیؐ سے پہلے راستے نہ دیکھ رکھے ہوتے تو ابو بکر کو کبھی بھی آپؐ کے صاحبِ ہجرت اور یارِ غار ہونے کا لقب نہ ملتا۔

اس لیے ہمشہ اپنے لیے خود سوچیں، کتنے دن ہیں میرے پاس زندگی کے؟ کب چلی جاؤں گی، کوئی ایسی نیکی جو ابھی تک نہیں ہو رہی آپ کے ذریعے آپ کے شہر میں آپ کے ملک میں، اُس کو شروع کریں۔

اُن کو تو مل گیا لقب السّٰبقون الاوّلون کا یہ تو بن گئے سٰبقون الاوّلون جتنی بھی قسمیں آپ کو بتائی ہیں۔

عبد اللہ بن ابی کو تو صحابی کا لقب بھی نہیں ملا۔ نبی کریمؐ کی موجودگی میں کسی اہلِ ایمان کو سب سے بڑا انعام اور تحفہ صحابیِ رسولؐ ہونے کا ملتا ہے اور عبد اللہ بن ابی کو نفاق کا تحفہ ملا۔

جس کی جیسی نیت اور عمل تھے ویسا ہی انعام مل گیا۔

اللہ سے کہیں اللہ مجھے آج چن لے۔ اللہ مجھے وہ کام کروا جو آج سے پہلے نہیں ہوا۔ اللہ مجھ سے وہ کام کروا جیسا پہلے نہیں ہوا۔ ہم سب ہر نئے کورس پر یہ دعا کرتے ہیں اللہ ایسا کورس کروا جو آج سے پہلے نہیں ہوا۔ اب تک جو خرابیاں ہوئی ہیں اللہ اب وہ نہ دوہرائیں۔ یہ ساری سبقون الاوّلون کی نشانیاں ہیں۔

سبقون الاوّلون ہونے کے لیے بندہ کو اپنی پچھلی غلطیوں سے سیکھنا چاہیے۔ زندگی جہاں ضائع کی ہے وہ غلطی پھر نہیں کرنی۔

حدیث:- حضرت عمرؓ نے ایک شخص کو اس آیت کی تلاوت کرتے ہوئے سن کر اس کا ہاتھ پکڑا اور پوچھا کہ تمہیں یہ آیت کس نے پڑھائی ہے اس نے کہا حضرت ابی بن کعف نے (آپ کو پتہ ہے کہ اللہ کے نبی کے ساتھی تھے اور آپؐ نے اُن کو دعا بھی دی تھی جب انہوں نے آیت الکُرسی سنائی تھی کہ ابی بن کعف اللہ تجھے تیرا علم مبارک کرے)۔ آپ نے فرمایا تم میرے ساتھ ان کے پاس چلو۔ عمرؓ ان کو لے کر ابی بن کعف کے پاس جا رہے ہیں جب ان کے پاس پہنچے تو آپ نے پوچھا تم نے اس کو یہ آیت اسی طرح پڑھائی ہے آپ نے فرمایا ہاں، آپ نے پوچھا کیا تم نے رسول اللہ ﷺ سے اس کو سنا ہے انہوں نے کہا ہاں، آپ نے فرمایا میرا تو خیال تھا کہ جس بلند درجے پر ہم پہنچے ہیں اس پر ہمارے

بعد کوئی نہ پہنچے گا۔ حضرت ابی نے فرمایا اس آیت کی تصدیق سورت جمعہ کی آیت وَّاٰخَرِيْنَ مِنْهُمْ اور سورت حشر کی آیت وَالَّذِيْنَ جَآءُوْ مِنْۢ بَعْدِهِمْ سے اور سورت انفال کی آیت وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَهَاجَرُوْا وَجٰهَدُوْ سے بھی ہوتی ہے حضرت عمرؓ کا خیال تھا کہ سبقون الاوّلون پر ہم پہنچ گئے تو بس ختم

حضرت ابی نے کہا ایسا نہیں ہے اس سے مراد ہر وہ بندہ ہے جو اپنے دور میں اللہ کے راستوں میں بڑھے گا۔ ہم سب کو بھی اس کے لیے راستہ دیا ہے۔ اسی طرح آپ دیکھیے کہ مدینہ میں جنہوں نے اللہ کے نبیؐ کی دعوت پہ لبیک کہا وہ سعد بن ضورارا تھے مصعب بن عمیر پہلے ٹیچر تھے جو مدینہ بھیجے گئے۔

ہم اللہ سے دعا کرتے ہیں؛ ہمیں اللہ ان لوگوں میں شامل کرلے آج کے دور میں مہاجر اور انصار ہیں۔

آج کے دور میں ہم کیسے بنیں مہاجر اور انصار تو اس کے لیے آپ سب چھوٹا سا Criteria سیٹ کریں

جس طرح اسلام اس دور میں نیا تھا تو ہر ایک کو عجیب لگا تھا آج بھی وہی حال ہے، سچا اسلام تو آج بھی کتابوں میں چھپا ہے جب کبھی کسی جگہ اسلام کا کوئی مقصد آئے تو لوگ دو حصّوں میں بٹ جائیں گے کچھ مہاجر جو پھر بری عادتیں چھوڑتے ہیں ہجرتیں کرتے ہیں۔ نفس کی رغبتوں سے پیچھے ہٹتے ہیں۔ ہر وہ چیز جو اسلام کی راہ میں رکاوٹ بنتی ہے وہ اس کو اپنی زندگی سے نکالتے ہیں۔ جب دین کے لیے ہم کچھ چھوڑیں گے تو ہم مہاجر بنیں گے، جب دین کا اعلیٰ مقصد سامنے آئے گا۔

تو پہلے درجے پر لوگ قرآن پڑھ پڑھ کر خود کو مہاجر بنائیں گے آپ اور میں ہم سب مہاجر بن رہے ہیں اپنے آپ کو چیک کریں کہ میں پوری مہاجر بنی ہوں یا نہیں بنی جس وقت آپ مہاجر بن جائیں گی تو گویا آپ سبقون الاوّلون میں شامل ہو گئی ہیں اب آپ اس پر جم گئی ہیں تو رکنا نہیں ہے۔

دوسرا درجہ یہ ہے اب آپ نے انصار بننا ہے اب آپ اپنی دوستوں کو دیکھیں؛وہ سارے مرحلے جن سے آپ گزر گئی ہیں وہ بیچارے ابھی اس سے گزر رہے ہیں خوف زدہ ہوتے ہیں۔ آپ ان کے ہاتھ تھام لیں۔ ابو ایوب انصاری نے تو اللہ کے نبی کے لیے گھر کھولا تھا اور مدینہ والوں نے گھر کھول دیے تھے کہ آجاؤ ہمارے گھر۔

جب آپ مہاجر بن گئے تو آپ مضبوط ہیں آپ کمزور لوگوں کے ہاتھ تھامیں۔

آپ مضبوط ہوتے جائیں اور نئے آنے والوں کو گلے سے لگائیں۔ نفرت نہیں، قطع تعلّق نہیں۔ یہ کہنے بتانے کی بات نہیں ہے۔ پتا سب کو ہے۔ ہم نے اخلاص کے ساتھ کوشش کرنی ہے۔ جتنی عزت اور محبت سے آپ بلائیں گے، اتنے شوق سے لوگ آئیں گے۔